© rasailojaraid.com

مجاہدین کے ہاتھوں مردار ہو کر جہنم رسید ہوئے۔ اور بعض زندہ پکڑے گئے۔ یہ پہلے روز کے حملہ کی رپورٹ ہے ۴۲۰ ہیں ۷۰ زندہ ہیں جن میں ۳۲، ان کے بڑے افسر اور بڑے درجے کے فوجی ہیں جواب تک مجاہدین کے ہاتھوں میں قیدیوں کی حیثیت سے محفوظ ہیں۔

۱۰ اپریل سخت بمباری ہوئی۔ اس روز میں بھی قدرے زخمی ہوا مگر خدا کا فضل ہے کہ اب تک صحت مند ہوں جنگ اس وقت تک جاری ہے ملحدین کو مجاہدین نے جو نقصان پہنچایا ہے وہ یہ ہے کہ ۸۰۰ افراد ان کے مارے گئے ہیں ان کے تمام مرنے والوں اور زخمیوں کی تعداد ۱۴۰۰ ہے چھوٹا بڑا اسلحہ جس میں توپیں، کلاشنکوف بندوقیں وغیرہ ہیں ان سے پکڑا گیا ہے جس کی مجموعی تعداد ۶۰۰ بنتی ہے یہ بھی ہمارے قبضہ میں ہے۔

میرے گروپ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین جو شہید ہوئے ۸۲ ہیں اور ۲۵۰ مجاہدین زخمی ہوئے ہیں۔

آج کے روز یعنی ۲۲ اپریل کو مجاہدین کے مرکز سے ملحد حکومت کی فوجیں بحمد اللہ شکست کھا کر پیچھے کو ہٹ رہی ہیں۔ آپ تشویش نہ کریں ہم تو آپ کی دعاؤں پر زندہ ہیں اور آپ کی دعا چاہتے ہیں ومن اللہ التوفیق۔

(نوٹ) چار ہیلی کاپٹر، گیارہ جیٹ طیارے بھی ہم نے دشمن کے مار گرائے ہیں۔ ہم نے دشمن کے تین پائلٹ بھی زندہ گرفتار کر لئے ہیں جو ہمارے قبضہ میں ہیں۔ والسلام

آپ کا شاگرد و محتاج دعا جلال الدین حقانی بقلم خود۔ ۲۳ اپریل ۱۹۸۶ء

مکتوب مصر مولانا مفتی غلام الرحمٰن فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ تین ماہ کے تربیتی کورس پر جامعہ ازہر مصر تشریف لے جا چکے ہیں۔ حال ہی میں ان کا تازہ مکتوب گرامی موصول ہوا ہے۔

جدید عربی کے سمجھنے میں دقت کے چند اسباب قاہرہ ایرپورٹ پر اترتے ہی یہ آیت جلی حروف میں لکھی ہوئی نظر آئی۔ " اُدْخُلُوا الْمِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ "

آیت پڑھتے ہی اطمینان ہوا کہ ہر قسم کے خطرے سے محفوظ ہو کر پا مون رہیں گے۔ ماشاء اللہ مصری لوگ اقتباسات کے بڑے ماہر ہیں۔ لیکن بیرونی ممالک کے مسافروں کے احاطہ میں داخل ہوئے اور پہلی مرتبہ ایک سپاہی سے قبلہ کا رخ پوچھا تا کہ نماز ظہر ادا کروں تو کافی دیر تک اس کے جواب کو نہ سمجھ سکا۔ دل میں سوچا کہ پڑھا تو یہ ہے کہ مصر عربی ملک ہے اور یہاں رسمی زبان عربی ہے لیکن معلوم نہیں کہ یہ سپاہی کونسی زبان بول رہا ہے۔ عام سپاہی چونکہ علم سے کورے ہوتے ہیں اس لئے ان کی زبان بھی عامی لغت ہوتی ہے۔ دل کا اطمینان آہستہ آہستہ خوف میں تبدیل ہونا شروع ہوا اور یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر مصر کے عوام و خواص گفتگو یوں ہو تو اس قلیل وقت میں ہم کیا سمجھیں گے۔ یہ تو اس سے بھی شاق ہے کہ کسی ناواقف کو جو وقت محسوس ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے مغربی تہذیب نے جیسا کہ مسلمانوں کی ذہانت معیشت اور اعتقادیات کو متاثر کیا۔ اکل و شرب اور لباس بھی اس تاثیر سے محفوظ نہ رہا۔ ایسا ہی عربوں کی وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معصوم اور فصیح عربی زبان بھی اس تبدیلی کا شکار ہو گئی۔

دو ہفتے رہنے کے بعد اتنا معلوم ہوا کہ موجودہ وقت کی عربی زبان قدیم عربی سے اس قدر مختلف ہے کہ ہمارے ملک کا بڑے سے بڑا عالم خواہ شیخ الادب ہی کیوں نہ ہو اگر مصر کا سفر کرے تو اس کو یہاں کی زبان سمجھنے میں وہی دقت اور تکلیف محسوس ہو گی جو ایک عامی آدمی کو ہو سکتی ہے۔ زبان کے اس اختلاف کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن سب سے اہم سبب عربی اور فرانسیسی زبان کا تداخل ہے۔ فصیح لغت ہونے کے باوجود فرانسیسی اور انگریزی زبان کے بے شمار الفاظ جدید عربی کے اجزاء بن گئے ہیں۔ جب تک کسی شخص کو اصلی زبان میں ان کی کیفیت اور پھر اس سے تعریب ہونے کا علم نہ ہو تو ویسے سمجھنا مشکل ہے۔ اس کے علاوہ مرور زمانہ سے ایسے طریق اختیار کئے گئے جس سے زبان پر کافی اثر پڑا۔ چند اسباب مندرجہ ذیل ہیں:۔

<u>اختصار پسندی</u> | بہت سے الفاظ اور کلمات ان لوگوں نے اس قدر مختصر کئے کہ جب تک کسی اہل لسان سے نہ پوچھا جائے تو اس وقت سمجھنا مشکل ہے۔ مثلاً کسی وقت اگر استفہام کے لئے ضرورت پڑے تو فصیح زبان میں "أیّ شیءٍ" استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن جدید زبان میں اسے مختصر کر کے صرف "شو" کہا جاتا ہے کسی شخص سے استفہاماً یہ پوچھنا ہو کہ "ایّ شیءٍ فعلتَ؟"

تو جدید زبان میں اس کی جگہ یوں کہا جائے گا "شو فعلتَ"

اور یا ایک دوسری مثال سمجھیں کہ اگر کسی وقت کسی شخص سے یہ کہنا مقصود ہو کہ تمہیں کوئی حرج نہیں یا مضائقہ نہیں تو لغت فصیح میں یوں کہنا ہو گا "ما علیک شیءٌ" لیکن جدید لغت میں اسے یوں بنا دیا گیا ہے "ما علیش"۔

اور ایسا ہی "بلا شیءٍ" پر یہ لوگ "بلش" سے تلفظ کرتے ہیں۔

<u>حروف کی تبدیلی</u> | دقت کا دوسرا سبب حروف کی تبدیلی ہے حروف پر تلفظ نہایت خراب ہو گیا۔ اگرچہ اخبارات اور رسائل میں یہ لوگ ٹھیک لکھتے ہیں۔ لیکن تلفظ کرتے وقت تبدیل حرف بحرف کا ارتکاب کرتے ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے تو یقیناً درست رہے گا کہ عربی کی وہ خصوصیات مٹ گئی ہیں جس کی وجہ سے عربی دوسری زبانوں پر ممتاز تھی۔ ثاء کی جگہ عموماً تاء پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے "ثلاجہ" کو "تلاجہ" اور "کثیر" کو "کتیر" پڑھتے ہیں۔ اور ایسا ہی "ج" کو "گ" سے تبدیل کرتے ہیں عام لوگ تو درکنار بلکہ اچھے علماء اور مشائخ بھی عامیہ کے عادی ہو کر فصیح عربی بولنے سے قاصر ہیں۔ ہمارے اکثر محاضر (استاد) جب محاضرہ کے لئے آتے ہیں تو پڑھتے وقت "ج" کی جگہ "گ" پڑھتے ہیں۔ ایک محاضر ایک دن جب اس آیت کو پڑھنے لگا۔ "انّ علینا جمعہٗ وقرآنہٗ" تو "جمعہ" کی جگہ "گمعہ" پڑھ گیا۔ "من الجنّۃ والنّاس" کو "من الگنّۃ والناس" پڑھتے ہیں۔

© rasailojaraid.com